

## اکیسواں منظر

ایک ٹرین جا رہی ہے... ایک کار جا رہی ہے۔

CUT

## بائیسواں منظر

فرید واپس اپنے قصبے میں۔ اس کی تنہائی دکھانے کے لیے چند سٹائٹس۔ گلی میں چل رہا ہے۔ صحن میں ٹہل رہا ہے... سویرا کے کچھ مکالمے اور لیپ ہو رہے ہیں۔ آخر میں اسی کونے میں جا کر اسی انداز میں گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ جیسے بچپن میں بیٹھا کرتا تھا اماں داخل ہوتی ہے۔

ماں :- ماں داری کہاں چلے گئے ہو... میں خیری صلی وہاں کونے میں کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ دپاس جاتی ہے، کیا بات ہے۔ اب یہاں دلے نہیں لگتا۔

فرید :- لگتا ہے ماں جی۔

ماں :- تو اگر کہے تو میں بلقیس کی ماں سے بات کر لیتی ہوں، خیر سے تو اب ایم اے ہو جائے گا۔ چار جماعت پڑھی ہوئی لڑکی کو سولاں جہاناں والا ملے گا کہیں سے؟

فرید :- نہیں اماں جی۔

ماں :- نہیں کیا... لے میں جو مرضی آئے کروں... کنگھی نہیں نہ کی ٹھیک سے... اچھا پہلے روٹی کھالے، نور شید خورشید بجائی کے لیے پانی لا جلدی سے۔

CUT

## تائیساواں منظر

شہریار کی حویلی۔ وہ حسب معمول بیٹھا ہوا ہے، ہم گفتگو کو درمیان میں پکڑتے ہیں۔

شہریار:- نازک گلداں کھر درے ہاتھوں میں آئیں تو وہ ٹوٹ سکتے ہیں۔

سویرا:- دراصل آپ نے نرید کو دیکھا نہیں ہے اس لیے۔

شہریار:- صرف دیکھنے سے کیا ہوتا ہے؟ کھر دراپن تو دھیرے دھیرے دقت گزرنے سے عیاں ہوتا ہے... سویرا... سویرا... مجھے سواتے تمہارے چہرے پر کھیتی مسکراہٹ کے اور کچھ نہیں چاہیے... یہ (ہاتھ پھیل کر) بہت کچھ ہے میرے پاس...

سویرا:- میرے پاس بھی تو بہت کچھ ہونا چاہیے ابو... شہریار:- یہ سب کچھ تمہارا ہی تو ہے۔

سویرا:- اس کے علاوہ ابو... اس کے علاوہ...

شہریار:- اس کے علاوہ جو تم چاہو سویرا... لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔

سویرا:- وہ کیا ابو...؟

شہریار:- میں اس سے ملنا چاہتا ہوں... علیحدگی میں کچھ MAN TO MAN گفتگو کرنا چاہوں گا۔

سویرا:- (خوش ہو کر) ٹھیک ہے ابو۔

شہریار:- اور سویرا۔

سویرا:- جی ابو۔

شہریار:- آخری فیصلہ میرا ہوگا... اور تم اس کی پابند ہوگی... ٹھیک ہے؟

سویرا:- مجھے معلوم ہے آپ میرے خلاف فیصلہ نہیں دے سکتے۔

تیزی سے جانے لگتی ہے۔

شہریار:- کہاں جا رہی ہو؟

سویرا:- فرید کو لینے۔

شہریار:- لیکن اس وقت؟... بیٹے... صبح چلی جانا۔

سویرا:- نہیں اب اس کی رات اور دن کا کوئی فرق نہیں اور میرے لیے

اس کے بغیر رات اور دن ایک جیسے ہیں...

سویرا جاتی ہے۔ رات کا وقت۔ فرید اسی کونے میں بیٹھتا ہے۔ آہٹ ہوتی ہے۔

وہ سراٹھا کر دیکھتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ سویرا آئی ہے۔ لیکن یہ امان جی ہیں۔

اماں جی:- بیٹے اٹھو بستر پر لیٹ جاؤ... تمہارا طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟

فرید:- جی اماں جی۔

اماں جی:- پر اس کونے میں بیٹھے کر کیا رہے ہو؟

فرید:- کچھ نہیں اماں جی۔

اماں جی:- اچھا جیسے تمہاری مرضی۔

CUT

### چوبیسواں منظر

رات کے وقت سویرا گاڑی چلا رہی ہے شاہراہ پر۔

CUT

فرید سر جھکائے کونے میں بیٹھا ہے۔

CUT

سویرا کا بہت تیز چلا رہی ہے

CUT

فرید بیٹھا ہے۔

———— CUT ————

سویرا کی کار۔ سامنے سے آتی ٹریفک کی روشنیاں۔

———— CUT ————

### پچیسواں منظر

فرید کو لونگ میں رکھ کر آہستہ آہستہ نرم ان کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ کار چلنے کی آواز... جس وقت فرید کے چہرے پر جاتے ہیں، گرمیش کی آواز آتی ہے۔ فرید اس طرح ری ایکٹ کرتا ہے، جیسے اس کا حادثہ ہو رہا ہو... ایمبولنس کا ہارن...

———— CUT ————

### چھبیسواں منظر

ہسپتال میں سٹریچر پر ڈالے لیے جا رہے ہیں، ڈاکٹر۔ نرسیں۔ بھاگ دوڑ۔ کمرے کے باہر دو ڈاکٹر۔ ایک سینئر۔ ایک جونیئر۔

جونیئر :- سر کچھ امید ہے؟

سینئر :- ٹوٹلی سمیش آپ ہے۔ ہڈیاں چورا ہو چکی ہیں...

جونیئر :- تو پھر؟

سینئر :- (سر ہلاتا ہے) لواحقین کو اطلاع ہو چکی؟

جونیئر :- جی... کسی کو بھیجا ہوا ہے۔

سینئر :- تم درود کی اذیت کم کرنے کیلئے ایک انجکشن لگا دو۔

اندر جاتا ہے۔ انجکشن لگاتا ہے۔ پھر کچھ سوچتا ہے۔ اس کے کان کے قریب منہ لے جاتا ہے۔

جونیر :- مس سویرا... مس سویرا... کیا آپ سن سکتی ہیں... میں ڈاکٹر

ناصر ہوں...

وہ کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن کہہ نہیں سکتی۔

کیا آپ اذیت میں ہیں؟

سویرا سر ہلاتی ہے اور پھر ڈاکٹر کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے۔

سویرا :- میں... ختم ہو چکی ہوں...

جونیر :- نہیں آپ... ٹھیک...

سویرا :- میں جانتی ہوں...

جونیر :- مس سویرا میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں... زندگی

موت خدا کے ہاتھ میں ہے... لیکن آپ کی آنکھیں آپ کی موت کے بعد

بھی زندہ رہ سکتی ہیں...

سویرا :- آنکھیں... کس کی؟

جونیر :- آپ کی... اس انسانی برادری کا کوئی ایک فرد جو اس وقت

اندھیروں میں ہے۔ آپ کی آنکھوں کے عطیے سے روشنی اور رنگوں کو دیکھنے

لگے گا... آپ کے جسم کا ایک حصہ زندہ رہے گا مس سویرا۔

سویرا :- میری آنکھیں... زندہ رہیں گی... اور... اگر میں... میری خواہش

ہے کہ ایک شخص کو... اُسے۔

جونیر :- جی بالکل... آپ جسے کہیں گی آپ کی آنکھیں دے دی جائیں گی میں

فارم لاتا ہوں۔ نرس دھیان رکھنا۔

ڈاکٹر جاتا ہے۔

سویرا... کے چہرے پر... ایک سوچ کی آواز تمہاری آنکھیں زندہ رہیں گی۔ زندہ... زندہ... فرید میں... فرید میں... لیکن کیا یہ قربانی ہے؟ نہیں... یہ قربانی نہیں ہے... یہ تو خود غرضی ہے کہ اپنی پسند کے شخص کے لیے... قربانی تو تب ہے اگر یہ انسانیت کے لیے ہو۔ کسی بھی شخص کے لیے... کسی بھی شخص کے لیے، ڈاکٹر آتا ہے۔

ڈاکٹر: جی... آپ کس شخص کو اپنی آنکھیں دینا چاہتی ہیں؟  
سویرا: سب کو۔ پوری انسانیت کو... ایک شخص کو نہیں... سب کے لیے... میری آنکھیں سب کے لیے۔

ڈاکٹر فارم آگے رکھتا ہے۔ وہ سائن کرتی ہے اور مرجاتی ہے۔

CUT

شہر باریا اپنے وسیع ڈرائیوگ روم میں بیٹھا ہے۔ گھنٹی بجتی ہے۔ بھنویں چڑھا کر دیکھتا ہے۔

CUT

## ستائیسواں منظر

فرید اسی کونے میں بیٹھا ہوا ہے اور صبح ہو چکی ہے۔ اماں آتی ہے۔  
اماں: پترا اٹھو صبح ہو گئی ہے... اور ہاں تحصیل ہسپتال سے ایک آدمی آیا ہے۔

فرید: (اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے) کیا کہتا ہے؟

اماں :- پُتر وہاں میں نے درخواست دی ہوئی تھی چوری چوری... وہ کہتے ہیں بندوبست ہو گیا ہے... تو چل تو ہیں۔

CUT

### اٹھا بیسواں منظر

فرید ہسپتال میں پٹی اترتی ہے۔ دیکھتا ہے اسے سویرا کی شبیہ نظر آتی ہے۔ اور... وہ اماں جی ہے۔

فرید :- کیا مجھے اس شخص کا نام معلوم ہو سکتا ہے، جس نے مجھے ان خوبصورت آنکھوں کا تحفہ دیا۔

ڈاکٹر :- کوئی ایک شخص جو انسانی برادری سے محبت کرتا تھا... وصیت میں تحریر ہے کہ نام نہ بتایا جائے۔

جانا ہے، بستر سے اٹھتا ہے۔

اماں :- بیٹے کیا کر رہے ہو ابھی... ابھی آنکھیں کچی ہیں... کہاں جا رہے ہو؟ باہر نکل جاتا ہے۔

CUT

### انتیسواں منظر

حویلی میں۔ ڈرائینگ روم میں۔ گھنٹی بجتی ہے۔ کیمرو شہریار پر۔ کوئی ملازم دروازہ کھولتا ہے۔ فرید آتا ہے۔

فرید :- شہریار صاحب... میرا نام فرید ہے۔

شہریار :- چائے پیو گے؟ لیکن اب چائے میں سویرا کی انگلیوں کی خوشبو

نہیں ہوگی۔

فرید :- جی ...

شہریار :- تمہاری آنکھیں بہت خوب صورت ہیں۔ دیکھی ہوئی لگتی ہیں۔

فرید :- یہ میری نہیں کسی کی ہیں۔

شہریار :- کس کی۔

فرید :- پتہ نہیں ... سویرا کہاں ہے؟

شہریار اس کی جانب دیکھتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔

CUT

### تیسواں منظر

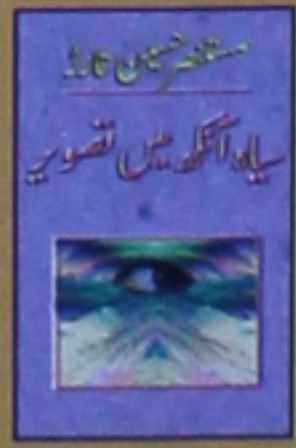
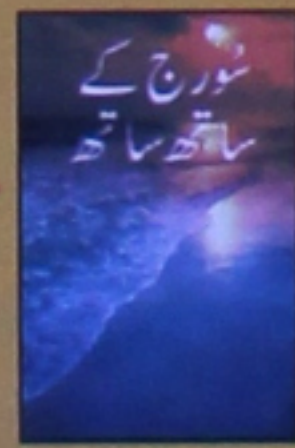
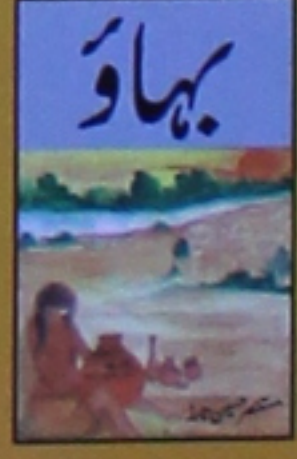
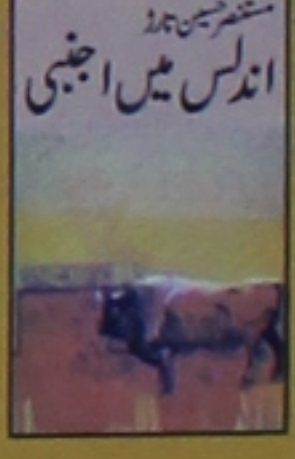
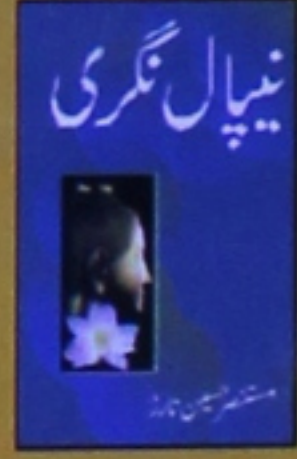
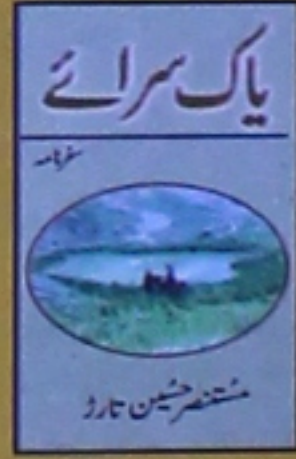
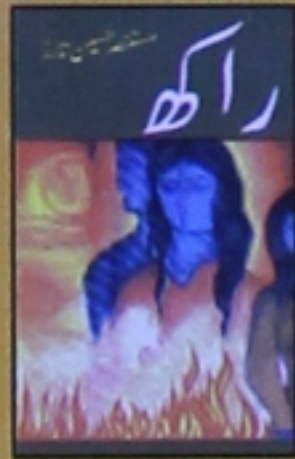
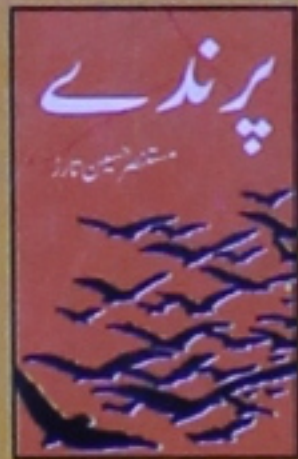
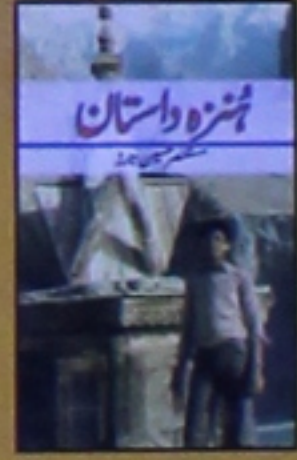
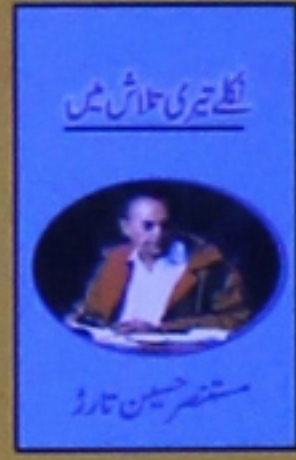
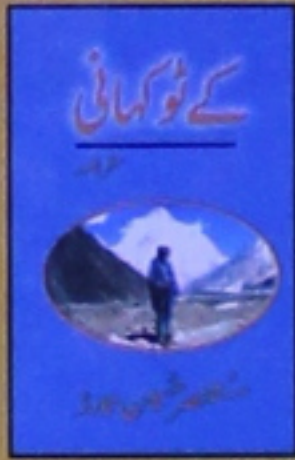
فرید اسی جنگل میں۔ اُن درختوں میں چل رہا ہے۔ جہاں وہ اور سویرا آئے تھے۔  
اس مقام پر پہنچتا ہے۔ جہاں انہوں نے پکنک منائی تھی۔ جلی ہوئی موم بتی  
گھاس پر پڑی ہے۔ فرید وہاں بیٹھ جاتا ہے، اور اس پر گانا اور لپ  
ہوتا ہے۔

"I JUST CALLED TO SAY THAT I LOVE YOU"

== اختتام ==



# مستنصر حسین تارڑ



Rs. 150.00

www.sang-e-meel.com

ISBN 969-35-0002-4



9 789693 500028